ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 03 No. 02. Apr-Jun 2025.Page#.1516-1526
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A *Critical Analysis* of Lesley Hazleton's Objections Regarding the Expedition of Banu Qurayza

غزوہ بنو قریظہ پر لزلے ہیزلٹن کے اعتراضات کا تنقیدی جائزہ

Muhammad Awais Khan
Research Scholar, Department of Islamic Studies, Bahria University, Islamabad
Dr Rizwan Haider
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Bahria University, Islamabad

Abstract
This paper critically examines the objections raised by contemporary Western writer Lesley Hazleton regarding the traditional Islamic narratives about the events of the Expedition of Banu Qurayza (5 AH/627 CE). The primary objective of this research is to academically evaluate these objections in light of authentic sources, particularly the Quran, authentic Hadith, and classical Islamic biographies. The study focuses on three key aspects: (1) the nature of Banu Qurayza's treaty violation, (2) the historical context of the judicial decision, and (3) analysis of the moral and legal dimensions of this event within Islamic principles. Through comparative analysis of Hazleton's claims, this paper demonstrates that she not only completely ignored Islamic primary sources but also presented them in a biased manner, committing the error of applying modern standards to historical events while disregarding their proper context. The research concludes that the Banu Qurayza incident has not been examined through its original sources, and has been presented divorced from factual reality. The study reveals how modern critics selectively present historical events while omitting crucial contextual factors that are essential for balanced historical understanding.

Keywords: *Banu Qurayza, Lesley Hazleton, Prophetic Biography, Islamic History, Western Criticism*.

مقدمہ

انسان ہمیشہ سے اپنی، اپنے خاندان اور اپنے نظریات کی مکمل حفاظت کرتا ہے، کیونکہ یہی نظریات انسان کی پہچان بن جاتے ہیں، یہی نظریات انسان کو جینے کے اصول فراہم کرتے ہیں، اور اگر اُن نظریات کا تعلق اُس کے عقیدے اور دین کے ساتھ جڑا ہو تو انسان اُن نظریات کا مکمل تحفظ کرتا ہے۔ اُن نظریات پر کیے جانے والے اعتراضات اصل میں اُس کے دین پہ شمار ہوتے ہیں، اُن نظریات کے علمی اور منطقی جواب تلاش کئے جاتے ہیں، اُن دینی نظریات پہ اعتراضات کا حقائق کے مطابق ہونا اصل اہمیت کا حامل ہے۔

اسلام اور رسول اللہ ﷺ پہ تنقید کرنے والے زیادہ تر اُن واقعات کو موضوع بحث بناتے ہیں جو آج اِس دور کے حساب سے اِنہیں معیوب نظر آتے ہیں، اُن واقعات کو اگر اُس عرب کے معاشرے کی تہذیب کے مطابق پڑھا جائے تو اصل حقائق سمجھ آجائیں گے، اور اُن واقعات کو اسلام کے بنیادی مصادر سے پڑھا جائے تو اعتراضات کی نوعیت وہ نہیں رہے گی جو آج اختیار کر چکی ہے اسلام پہ اور خاص طور پہ غزوات پر اعتراض ہمیشہ سے حقائق سے ہٹ کر پیش کئے گئے۔ غزوات چاہے مشرکینِ مکہ یعنی قریش کے خلاف ہوں یا مدینہ کے یہود کے خلاف، ہر ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ نے بہترین حکمت عملی سے انسانی جان کی اہمیت کو خاص مقام دیا، معاشرہ میں اصول و قوانین مرتب کئِے اور بہت ہی کم نقصان سے، بہت ہی کم وقت میں عرب کے معاشرے کو تہذیب و اخلاقیات کے اُس معیار تک پہنچا دیا کہ جس سے پوری دنیا نے استفادہ حاصل کیا۔

اسلامی تاریخ میں غزوہ بنو قریظہ ایک اہم اور نازک موڑ پر پیش آیا[1]۔ اس واقعہ کے متعلق مستشرقین اور مغربی مصنفین نے مختلف اعتراضات اٹھائے ہیں۔ انہی میں سے ایک معروف نام لزلے ہزلنٹن کا ہے،

جنہوں نے اپنی کتاب "The First Muslim: The Story of Muhammad (PBUH)" میں اس واقع پر کئی اعتراضات اٹھائے ہیں، ان کے اعتراضات کی نوعیت کچھ یوں ہے

"بنو قریظہ مظلوم اور بے بس تھے، ان کے ساتھ ظلم ہوا۔

انہوں نے کسی سازش میں حصہ نہیں لیا۔

ان کا قریش کے ساتھ کوئی اتحاد یا اسلام دشمن منصوبہ نہیں تھا"۔

اور نبی کریم ﷺ کو صحابہ نے غزوہ خندق کے بعد کامیابی کا کریڈٹ نہیں دیا۔ اور نبی کریم ﷺ نے اپنی قوم کے نظر میں اپنی اہمیت اور مقام بڑھانے کے لئے، اِن تمام معاملات کو ٹھیک کرنے کے لئے، صحابہ کی وفاداری اور اطاعت حاصل کرنے کے لئے بنو قریظہ کے خلاف مہم لڑنے کا فیصلہ کیا۔

یہ اعتراضات عام طور پر قرآن وحدیث اور سیرت و تاریخ کی روایات کے بالکل برعکس پیش کئے جاتے ہیں۔ اس آرٹیکل میں ان اعتراضات کا تفصیلی اور تحقیقی جائزہ لیا جائے گا اور معتبر اسلامی ذرائع سے ان کا رد کیا جائے گا۔

کلیدی الفاظ: غزوات پر اعتراض، لزلے ہزلنٹن، غزوہ بنو قریظہ، رسول اللہ ﷺ کی حکمت عملیاں

1. لزلے ہزلنٹن اور انکی کتاب کا تعارف

1.1 لزلے ہزلنٹن کا تعارف

مغربی مصنفین میں ایک نام لزلے ہزلنٹن کا ہے، جس نے محمد ﷺ کے بارے میں یہ کتاب لکھی۔ The First Muslim The Story of Muhammad لزلے ہزلنٹن کی یہ کتاب پہلی بار ۲۰۱۳ میں شائع ہوئی۔ مصنفہ برطانوی نژاد ہیں

اور امریکی شہریت رکھتی ہیں، ۱۹۴۵ میں انگلینڈ میں آرتھوڈوکس یہودی خاندان پیدا ہوئیں، انہوں نے اپنے کیریئر کا آغاز اسرائیل میں بطور نمائندہ کیا پھر ۱۹۹۴ میں امریکی شہریت حاصل کی، یہودی مذہب کی پیروکار تھیں، 12 کتابیں تصنیف کی ہیں، وہ ٹائم میگزین اور یروشلم پوسٹ کے لیے یروشلم سے رپورٹنگ کرتی رہیں، اور نیویارک ٹائمز، نیویارک ریویو آف بکس، ہارپرز، دی نیشن، اور دی نیو ریپبلک جیسے اداروں کے لیے مشرق وسطیٰ کے بارے میں لکھتی رہیں

لزلے ہزلنٹن نے خود کو اس طرح بیان کیا:

> "میں ایک یہودی ہوں جس نے سنجیدگی سے ربی یہودی مذہبی پیشوا بننے پر غور کیا، ایک ایسی لڑکی جس نے کانوینٹ اسکول میں تعلیم حاصل کی اور راہبہ بننے کے خواب دیکھے، ایک ملحد جو مذہبی اسرار کی گہری حس رکھتی ہے، اگرچہ منظم مذہب سے کوئی خاص لگاؤ نہیں رکھتی[2]۔ لزلے ہزلنٹن لکھنے کا فن بخوبی جانتی ہیں، اس لیے اسلام اور سیرت کے حوالے سے کم علم لوگ ان کی تحریروں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں۔ انکی تحریروں میں مستشرقین کا اثر واضح نظر آتا ہے۔"

---

[1] الواقدي، محمد بن عمر. كتاب المغازي. ج2 لاہور: مکتبہ رحمانیہ 2001، ص496

[2] Hazleton, Lesley. *The First Muslim: The Story of Muhammad.* New York: Riverhead Books, 2013. p. xiii

ان کا قول تھا: " ہر چیز ایک تضاد ہے، خطرہ صرف ایک رُخ کی سوچ میں ہے[3]۔"

1.2 کتاب کا تعارف

مصنفہ نے اپنی اس کتاب "دی فرسٹ مسلم۔ دی سٹوری آف مسلم" کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے، اس کتاب کے ۲۱ ابواب ہیں[4]۔ جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی ابتدائی زندگی، دعوتِ اسلام، مکہ و مدینہ کی صورتحال اور اسلام کے ابتدائی پھیلاؤ کو بیان کیا۔ اسلامی نقطہ نظر سے اس میں کئی علمی، فکری اور نظریاتی مسائل پائے جاتے ہیں، جن کا تنقیدی جائزہ ضروری ہے۔

مصنفہ نے اس کتاب میں ایک بیانیہ انداز اپنایا ہے وہ سیرتِ رسول ﷺ کو ایک تاریخی داستان کے طور پر پیش کرتی ہیں جس میں مذہبی عقیدت کی بجائے محض ایک تنقیدی انداز اور نفسیاتی تجزیہ موجود ہے مصنفہ کا تعلق ایک ملحدانہ سوچ سے بھی ہے، جس کا اظہار انہوں نے خود بھی کیا ہے، اور یہی چیز ان کے طرزِ تحریر میں جھلکتی ہے۔ اِن کے بیانات اور اعتراضات دراصل مستشرقین کے پرانے اعتراضات کا تسلسل ہیں

مصنفہ نے غزوۂ بنی قریظہ پر بھی خاصی توجہ دی ہے، اور اس کو نبی کریم ﷺ کی "سخت گیری" یا "سیاسی چال" کے طور پر پیش کیا ہے۔ حقیقت میں، بنو قریظہ نے مدینہ کے معاہدے کو توڑتے ہوئے دشمنوں سے اتحاد کیا تھا۔ ان پر جو فیصلہ ہوا وہ ان کے اپنے قانون تورات کے مطابق تھا، اور اس فیصلہ پر خود یہودی قبیلے کے متفقہ ثالث (سعد بن معاذ) کی گواہی تھی۔

2۔ غزوہ بنو قریظہ کا تاریخی پس منظر

بنی قریظہ، یہود کے تین بڑے قبائل میں سے ایک تھے جو مدینہ منورہ میں آباد تھے۔ بنو قینقاع، بنو نظیر، بنو قریظہ۔
مدینہ کے طاقتور طبقہ میں سے تھے، اقتصادی لحاظ سے مستحکم تھے، مدینہ کے بازار انہی کی تعاون سے چلتے اور انہی کے گرفت میں تھے مدینہ میں معاشی حوالے سے اپنی دھاک بٹھا چکے تھے، مدینہ کے دیگر قبائل بالخصوص بنو اوس اور بنو خزرج کو اپنی علمی حیثیت، اور مالی لحاظ سے مستحکم ہونے کی بنا پر، رعب میں رکھتے تھے۔ بنو اوس اور بنو خزرج کی دشمنی میں بھی ان کا خاص کردار رہتا تھا[5]۔
ہجرت کے بعد جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مدینہ کے تمام قبائل کے ساتھ "میثاقِ مدینہ" کے تحت ایک معاہدہ کیا جس کا مقصد باہمی امن و امان اور دفاعی تعاون تھا۔ یہود بھی اس معاہدے کا حصہ بنے اور اِس معاہدہ کے تحت تمام فریقین ایک دوسرے کے خلاف کوئی سازش نہیں کریں گے، نا ہی کسی سازش کا حصہ بنیں گے، دشمن کے حملے کی صورت میں باہمی مدد کی جائے گی۔ مدینہ کی سالمیت کے خلاف کسی بھی عمل کو غداری تصور کیا جائے گا[6]
غزوہ بدر اور غزوہ احد کے بعد جب قریش، بنو عطفان اور دیگر قبائل مدینہ پر حملہ آور ہوئے تو اِس غزوہ میں مسلمانوں نے مدینہ کے شمال میں خندق کھود کر مدینہ کے دفاع کی جنگ لڑی، اِس وجہ سے اس غزوہ کو غزوہ خندق کہا گیا، غزوہ خندق پانچ ہجری میں پیش آیا جب قریش، غطفان اور دیگر قبائل نے مدینہ پر

[3] Hazleton, Lesley. The First Muslim: The Story of Muhammad. New York: Riverhead Books, 2013. p. 15

[4] Hazleton, Lesley. The First Muslim: The Story of Muhammad. New York: Riverhead Books, 2013

[5] مبارکپوری، صفی الرحمن . الرحیق المختوم . ترجمہ: محمد اسلم شیخوپوری. لاہور: دار السلام، 2010، ص324

[6] ابن هشام، أبو محمد عبد الملك . السيرة النبوية جلد 1، ص502-504

حملے کی سازش کی۔ یہودی قبیلہ بنو قریظہ، جو کہ مدینہ کے جنوب مشرق میں قلعہ بند تھا، معاہدے کے تحت مسلمانوں کے حلیف تھے۔ لیکن اِس غزوہ کے دوران بنی قریظہ نے خفیہ طور پر مشرکین مکہ سے ساز باز کی، معاہدہ توڑا اور مدینہ کے اندر سے حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا[7]۔

قرآن مجید اس موقع پر فرماتا ہے

إِذْ جَاءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ..." [8]

ترجمہ: "جب وہ تم پر اوپر سے اور نیچے سے چڑھ آئے، اور جب آنکھیں پتھرا گئیں اور دل حلق میں آ گئے

یہ آیات غزوہ خندق کی شدت اور خطرے کو بیان کرتی ہیں، اور اسی پس منظر میں بنی قریظہ کی خیانت نے مسلمانوں کی پوزیشن کو انتہائی کمزور کر دیا تھا، کیونکہ مدینہ کی آبادی کے برابر کا لشکر جرار مدینہ کی دہلیز پہ موجود تھا،

حدیث مبارکہ میں اس غزوہ کی شروعات کے حوالے سے یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بنو قریظہ کی خیانت اور انکی بدعہدی کا علم ہو گیا تھا۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا , قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ : لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ [9].

"غزوہ احزاب کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مسلمان عصر کی نماز بنو قریظہ تک پہنچنے کے بعد ہی ادا کریں"۔

یہ حکم اس وقت دیا گیا جب ان کی غداری یقینی ہو چکی تھی اور مسلمانوں کو فوری اقدام کی ضرورت تھی۔ یہ اقدام مسلمانوں کی جان و مال کے تحفظ اور مدینہ کی سالمیت کے لیے ناگزیر تھا، اور یہ واضح کرنا ضروری ہو گیا تھا کہ معاہدہ کی پاسداری نہ کرنا ایک سنگین جرم ہے، اور آئندہ کے لئے باقی قبائل کو بھی یہ واضح کرنا تھا، اور مثال قائم کرنی تھی کہ دوبارہ کوئی معاہدہ سے بدعہدی نہ کر سکے۔ یہ اصول اور قانون بنادیا گیا کی مدینہ چونکہ مسلمانوں کی ریاست تھی اور ریاست کے ساتھ معاہدات کو کسی بھی قیمت پے قائم رکھا جاتا ہے،

بنی قریظہ نے ابوسفیان کے ساتھ غزوہ خندق کے دوران ہی خفیہ معاہدہ کر لیا اور مدینہ کے اندر سے حملے کی تیاری کی۔ ان کی اس خیانت کی خبر جب اللہ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کو ملی تو انہوں نے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کو ان کے پاس بھیجا تا کہ صورت حال کی تحقیق ہو سکے۔ اِن دونوں شخصیات کے سامنے بنی قریظہ نے معاہدے کی خلاف ورزی کا بر ملا اعتراف کیا[10]۔

3. مصنفہ کے غزوہ بنو قریظہ پر کئے جانے والے اعتراضات

غزوہ خندق میں یہودِ بنو قریظہ کے کردار سامنے آتا ہے جس میں اِن کی خیانت اور الام کے خلاف اِن کا تعصب واضح ہو گیا تھا اسی غزوہ خندق کے بارے میں مصنفہ لکھتی ہیں کہ "اِس جنگ میں مسلمانوں کو فتح تو ہوئی تھی مگر نبی کریم ﷺ کے صحابہ اس کامیابی پہ خوش نہیں تھے"، وہ لکھتی ہیں:

"Muhammad had again held off a huge Meccan army, yet his followers gave him little credit for it. They were left full of an intense

[7] الواقدي، محمد بن عمر. كتاب المغازي. لاہور: مکتبہ رحمانیہ 2001، ج1، ص18

[8] سورۃ الاحزاب ۱۰

[9] بخاری، محمد بن اسماعیل۔ الجامع الصحیح۔ انڈیا، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، حدیث نمبر 4119

[10] ابن هشام، أبو محمد عبد الملك. السيرة النبوية، جلد2، ص227-229

frustration created by the enforced powerlessness of having been under siege".

"محمد ﷺ نے ایک بار پھر مکہ کے بڑے لشکر کو روک لیا تھا، مگر آپ ﷺ کے پیروکار آپ کو اِس فتح کا بہت کم کریڈٹ دیتے ہیں، وہ اِس شدید تکلیف اور کرب میں تھے کہ محاصرے کے دوران وہ کافی حد تک بے اختیار کر دیئے تھے" [11]

آگے لکھتی ہیں:

"No Leader can afford to alienate his core following, Muhammad needed to rouse the believers with a definitive call to action, and he lost no time issuing it"[12]

"کوئی بھی قائد اپنے پیروکاروں کو الگ کرنے کا متحمل نہیں ہوتا۔ اِس لئے محمد ﷺ نے صحابہ کے حوصلے کو بلند کرنے کے لیے بنو قریظہ کے ساتھ دشمنی کا آغاز کیا"۔

اِسکے بعد مصنفہ رسول اللہ ﷺ کی حکمت عملی اور اصول پہ تنقید کرتے ہوئے اُسے جارحانہ کہتی ہیں اور یہودِ مدینہ سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتے ہوئے انہیں مظلوم اور بے گناہ ثابت کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ وہ تو ایک لاچار اور بے بس قبیلہ تھا[13] مصنفہ بنو قریظہ کے دفاع میں حقائق سے ہٹ کر اور مستشرقین کی طرح حقیقت کے خلاف بات لکھتی ہیں

بنو قریظہ تو محمد ﷺ کے خلاف کسی سازش کا حصہ نہیں تھے یہاں تک کہ خندق کھودنے میں بھی ساتھ دیا اور غزوہ خندق کے محاصرے میں مدینہ کی حفاظت میں اِس لئے ساتھ نہیں تھے کہ یہ محاصرہ مدینہ کے شمال کی جانب تھا اور بنو قریظہ کا قبیلہ یہاں سے بہت دور آٹھ میل جنوب کی جانب مقیم تھا، یہاں تک لکھا کہ مسلمانوں کا یہود سے گلہ بلکل بے اصل ہے، مصنفہ لکھتی ہیں:

"They had worked side by side with everyone else to build the defensive moat. If they hadn't been among the fiercest defenders, which was only because the moat was at the northern entrance to the oasis, and their village was eight miles away, at the southern end. They had not worked against Muhammad"[14]

اسی طرح ان کا یہ اعتراض بھی ہے کہ بنو قریظہ پر یہ بھی الزام ہے کہ انہوں نے قریش کے ساتھ مل کر کوئی سازش کی، اسکو بے بنیاد الزام کہتی ہیں، اور اِس کا کوئی ثبوت نا ہونے کا لکھتی ہے بنو قریظہ کے مقتولین کے بارے لکھتی ہیں کہ اِس قبیلے کی سزا میں قتل کرنے کے علاوہ اور حل بھی نکالا جا سکتا تھا، یعنی اُنکو جلاوطن کر دیا جاتا مگر اُنکو قتل کر دیا گیا۔[15]

اِس طرح کے اعتراضات سیرت النبی ﷺ پر ایک تعصب سے بھرپور کاوش معلوم ہوتی ہے، لیکن گہرائی میں دیکھا جائے تو یہ علمی استشراق کا ایک نیا انداز ہے، جو ادبی چاشنی میں لپٹا ہوا شکوک پیدا کرنے والا بیانیہ ہے۔

---

[11] Hazleton , Lesley , The First Muslim , P 231
[12] Hazleton , Lesley , The First Muslim , P 232
[13] Ibid"
[14] Hazleton , Lesley , The First Muslim , P 236
[15] Ibid"

4۔ لزلے ہز لنٹن کے الزامات اور اعتراضات کا جائزہ

مصنفہ نے اپنے تمام اعتراضات کی دلیل میں ایک بھی حدیث مبارکہ پیش نہیں کی، تمام اعتراضات صرف الزامات، علمی خیانت، بغضِ اسلام نظر آتے ہیں اور یہ استشراقیت کی الزام لگانے والی سوچ کی عکاس ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے ہر ایک حکم، ہر ایک رائے پر مکمل ایمان رکھتے تھے، غزوہ خندق میں تو مشرکین مکہ حیران ہوئے تھے کہ محمد ﷺ نے کیا کمال مہارت سے مدینہ اور اسکے باشندوں کو اِس جنگ سے محفوظ کر لیا[16]۔

اور صحابہ کرام کی زندگی شاہد ہے اُنھوں نے ہر فتح کی وجہ اللہ کی مدد کو، رسول اللہ ﷺ کی موجودگی کو، آپ ﷺ کی دعاؤں کو قرار دیا، صحابہ کرام کبھی بھی رسول اللہ ﷺ سے بدگمان نہیں ہوئے، رسول اللہ ﷺ سے بدگمانی ایمان ضائع کرنے کے مترادف ہے، مصنفہ صحابہ کی نفسیات کو جانے بغیر ہی اُن پہ اپنی رائے دے رہی ہیں، حالانکہ صحابہ تو دنیاوی مال ومتاع کی خواہش کئے بغیر صرف اللہ اور اسکے رسول اللہ ﷺ کے حکم اور اطاعت بجالاتے ہیں۔

اس لیے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو خوش کرنے کے لئے نہیں بلکہ بنو قریظہ کے یہود کی معاہدہ کی خلاف ورزی اور غداری کے پیشِ نظر اِس یہودی قبیلے پر چڑھائی کی۔ صحابہ کے حوصلے کو بلند کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کبھی بھی کسی پر جنگ مسلط نہیں کرتے تھے بلکہ قرآن کے زریعے صحابہ کے حوصلے اور ایمان کو مضبوط کرتے تھے۔ قرآن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ[17]

"رسولؐ ایمان لائے اُس (کتاب) پر جو اُن کے ربّ کی طرف سے اُن پر نازل ہوئی اور مومنوں نے بھی (ایمان لائے)، سب اللہ پر، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔ (وہ کہتے ہیں کہ) ہم اُس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا۔ اے ہمارے ربّ! ہم تیری ہی بخشش کے طالب ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔[18]"

بنو قریظہ کے یہود کو مظلوم اور بے گناہ ثابت کرنا، حقائق کو مسخ کرنے کے برابر ہے، بنو قریظہ کے غزوہ خندق میں کردار کو پڑھ کر کوئی مصنف ایسی علمی بددیانتی نہیں کرسکتا جو لزلے ہز لنٹن نے اپنی کتاب میں کی ہے،

یہ مستشرقین کا ہی وطیرہ رہا ہے کہ حقائق کو مسخ کر کے پیش کرنا اور یہودِ مدینہ کو مظلوم اور بے بس ظاہر کرتے ہیں۔

[16] **ابن هشام، آبو محمد عبد الملک** . السيرة النبوية ، جلد2، ص220

[17] **سورة البقرة2:285**

[18] مودودی، سید ابوالاعلیٰ . تفہیم القرآن . لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1972.

بنو قریظہ کسی بھی انداز سے مظلوم، بے بس یا لاچار نہیں تھے، غزوہ خندق سے ہی یہ لوگ سامانِ حرب اکٹھا کر رہے تھے، اسلام اور مسلمانوں کے خاتمے کے لئے قلعہ میں انہوں نے پندرہ سو تلواریں، دو ہزار نیزے، تین سو زرہیں، پانچ سو ڈھالیں جمع کر چکے تھے، اور ساتھ ہی ان کے پاس وافر مقدار میں سامانِ خورود نوش، پانی کے چشمے، کنویں، اور مضبوط قلعہ میں محفوظ تھے[19]۔ بنو قریظہ کے یہود نے نا صرف میثاقِ مدینہ کی خلاف ورزی کی، بلکہ مدینہ کے مسلمانوں کے خلاف چالیں چل رہے تھے[20]، انہوں نے پختہ عہد و پیمان کو توڑا، مسلمانوں کے خاتمے کے لئے، اسلام کی پہلی عدل و انصاف والی ریاست کو ہر ممکن نقصان پہنچایا، جنگ کے اُس نازک لمحات میں دشمن کو مدد فراہم کر کے، مسلمانوں کے پیٹھ پیچھے چھرا گھونپا، اِن جرائم کے بعد یہ جنگ کے اکابر مجرمین کا کردار ادا کر رہے تھے۔

اور یہ اعتراض کہ "بنو قریظہ تو محمد ﷺ کے خلاف کسی سازش کا حصہ نہیں تھے یہاں تک کہ خندق کھودنے میں بھی ساتھ دیا" ، اسلامی تاریخ اور سیرت کی کسی کتاب میں اِس کا کوئی ذکر نہیں ملتا اور کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ خندق کھودنے میں بنو قریظہ نے کسی آدمی نے کوئی ساتھ دیا ہو، یہ مصنفہ کا وہم ہے، اور جہاں تک بات مدینہ کی حفاظت میں اِن کی شمولیت نہ کرنے کی جو دلیل دی گئی یہ دلیل واضح کرتی ہے کہ مصنفہ نے میثاقِ مدینہ کا معاہدہ پڑھا ہی نہیں، مدینہ کے یہود یعنی بنو قریظہ اِس معاہدہ کے تحت اِس بات کے پابند تھے کہ مدینہ سے باہر جو بھی لشکر مدینہ پہ حملہ آور ہو گا مدینہ کے یہود قبائل مسلمانوں کے ساتھ مل کر اُس کا مقابلہ کریں گے، مدینہ کی حدود اور اِس کے باشندوں کی مکمل حفاظت کریں گے، جنگ اور مصارف جنگ میں مسلمانوں کے ساتھ شریک رہیں گے، یعنی یہ مدینہ کے دفاع کی جنگ ہو گی[21]۔

4.1۔ بد عہدی

سیرت ابنِ ہشام میں ہے کہ بنو نظیر قبیلہ کا سردار حیّ ابنِ اخطب بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد قرظی کے پاس آتا ہے اور اپنے ساتھ ملانے کی دعوت دیتا ہے، شروع میں کعب بن اسد قرظی نے انکار کیا اور کہا کہ میں نے محمد ﷺ کو عہد پہ قائم، وفادار اور سچا انسان پایا ہے مگر حیّ ابنِ اخطب مزید اسرار کیا اور بہکایا تو کعب بن اسد قرظی نے رسول اللہ ﷺ سے کئے عہد کو توڑ دیا اور پھر یہ خبر مسلمانوں کو پہنچ جاتی ہے کہ بنو قریظہ نے عہد توڑ کر حیّ ابنِ اخطب سے نیا عہد کر لیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے اِس خبر کی تصدیق کے لئے سعد بن عبادہ، سعد بن نعمان، عبد اللہ بن رواحہ اور خوات بن جبیر راضی اللہ عنھم کو بنو قریظہ کی طرف بھیجا، رسول اللہ ﷺ نے اُن سے کہا کہ اگر یہ خبر سچ ہو تو مجھے اشارہ سے تم بتانا اور اگر یہ خبر جھوٹ ہو تو اسکا اعلان کرنا، تاکہ حقیقت واضح ہو جائے۔ یہاں بھی رسول اللہ ﷺ کا عمل یہ واضح کر رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنو قریظہ سے بد گمان نہیں ہیں، معاملے کی تحقیق سے پہلے کوئی ایسا حکم جاری نہیں فرمایا کہ جس پہ اعتراض کیا جاسکے۔ تاکہ نا کوئی یہ کہہ سکے کہ دوسرے فریق کی بات سُنے بغیر ہی اُن پہ جنگ مسلط کر دی گئی۔

جب یہ صحابہ بنو قریظہ کے سردار کعب کے پاس پہنچے تو اُسے زیادہ بدتر اور عجیب حالت میں پایا جو اُس کے بارے میں پہلے سن چکے تھے، اور وہاں واضح ہو گیا کہ اُس نے واقعی رسول اللہ ﷺ سے عہد توڑ دیا ہے، اور کہنے لگا کہ رسول اللہ ﷺ کون ہیں، اور محمد ﷺ سے ہمارہ کوئی عہد و پیمان نہیں ہے، بنو قریظہ کے سردار کعب نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے بد کلامی بھی کی[22]۔

---

[19] **ابن ھشام، أبو محمد عبد الملک** .السیرۃ النبویۃ ﷺ ، ج2 صفحہ 112

[20] **ابن ھشام، أبو محمد عبد الملک** .السیرۃ النبویۃ ﷺ ، ج2 صفحہ 114

[21] ایضا"

[22] **ابن ھشام، أبو محمد عبد الملک** .السیرۃ النبویۃ ﷺ ، ج3 صفحہ 134

غزوہ خندق کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے مسلمان عورتوں اور بچوں کو بنو قریظہ کے قلعہ کے قریب محفوظ مقام پہ بھیجا تھا، کیونکہ بنو قریظہ کے ساتھ مسلمانوں کا معاہدہ تھا، اور بنو قریظہ نے اُنہی خواتین اور بچوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور اپنا ایک جاسوس بھیجا جو اُس حفاظتی مقام کے آس پاس گھوم رہا تھا تا کہ کوئی راستہ ملے اور وہ حملہ آور ہو سکیں، جو حضرت صفیہ کو نظر آجاتا ہے اُنہوں نے آس پر حملہ کر کہ اُس پر ضرب لگائی اور وہ جاسوس یہودی ہلاک ہو گیا[23]، حضرت صفیہ نے اُس وقت یہ الفاظ بھی کہے کہ میں جانتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بنو قریظہ نے عہد توڑ دیا ہے، اور ہمارے دشمن بن گئے ہیں[24]۔

4.2۔ حضرت سعد کے فیصلے پر تنقید کا جواب

لزلے ہزلنٹن کا حضرت سعد کے یہود کے خلاف اُس فیصلے پہ تنقید کرنا کہ اِتنا سخت فیصلہ آخر کیوں کیا گیا، اس حوالے سے اور بھی کوئی حل نکالا جا سکتا تھا، یعنی جلاوطن یا بے دخل کر دیا جاتا۔ حضرت سعد کا فیصلہ نا تو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا نا ہی حضرت سعد نے اپنی مرضی سے کیا تھا، یہ فیصلہ تو اُن یہود کے خلاف اُنکی اپنی کتاب تورات کے مطابق کیا گیا تھا، یہ فیصلہ خود اللہ نے اُنکی کتاب میں کر دیا تھا،

> 10 When you march up to attack a city, make its people an offer of peace. 11 If they accept and open their gates, all the people in it shall be subject to forced labor and shall work for you. 12 If they refuse to make peace and they engage you in battle, lay siege to that city. 13 When the LORD your God delivers it into your hand, put to the sword all the men in it. 14 As for the women, the children, the livestock and everything else in the city, you may take these as plunder for yourselves. And you may use the plunder the LORD your God gives you from your enemies[25].

ترجمہ:

10. جب تم کسی شہر پر چڑھائی کرنے جاؤ، تو پہلے اس کے لوگوں کو صلح کی پیشکش کرو۔

11 اگر وہ صلح کو قبول کریں اور دروازے کھول دیں، تو وہ تمام لوگ تمہارے تابع ہوں گے اور تمہارے لیے بیگار (جبری مزدوری) کریں گے لیکن اگر وہ صلح سے انکار کریں اور تم سے جنگ کریں، تو تم اس شہر کا محاصرہ کر لو۔

12۔ اور جب تمہارا رب، خدا، اس شہر کو تمہارے ہاتھ میں دے دے، تو تم اس کے تمام مردوں کو تلوار سے قتل کر دو۔ لیکن اس شہر کی عورتیں، بچے، مویشی، اور باقی مالِ غنیمت تم لے سکتے ہو۔

13. اور تم اس مالِ غنیمت کو استعمال کر سکتے ہو جو تمہارا خدا تمہیں تمہارے دشمنوں سے عطا کرے گا۔

اور بنو قریظہ نے خود اپنا معاملہ حضرت سعد کے فیصلہ پہ چھوڑا تھا، جو فیصلہ یہود کی اپنی کتاب تورات کے مطابق انہی کے خلاف ہوا ہو، اُسے بے رحمانہ، ظلم اور وحشیانہ فیصلہ قرار دینا، اور اِس کا قصور بھی مسلمانوں پہ ڈالنا، یہی تو علمی خیانت ہے، بغضِ اسلام یہی ہے۔

---

[23] ابن هشام، أبو محمد عبد الملك. السيرة النبوية ﷺ، ج 3 صفحہ 140

[24] ایضاً

[25] Holy Bible, New International Version (Deuteronomy 20:10-14). Grand Rapids: Biblica, 2011.

رسول اللہ ﷺ نے جب بنو قریظہ کا محاصرہ کیا تو یہ محاصرہ طول پکڑ گیا 20 دن تک یہ محاصرہ جاری رہا، بنو قریظہ کے سردار نے اپنی قوم کے تین تجاویز پیش کیں تھیں[26]، جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ وہ خود بھی جان چکے تھے کہ ہماری اِس بدعہدی کی کیا سزا ہو گی۔ سیرت کی کتب میں یہ بات بہت واضح ہے کہ بنو قریظہ کو یہ سزا دینے کے بعد اُس وقت کے باقی یہود قبائل جو خیبر میں آباد تھے، مشرکین مکہ، قریش کے قبائل نے اِس سزا کو ظلم نہیں کہا، بنو قریظہ کو مظلوم نہیں کہا، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ خندق کے موقع پہ انہی قبائل نے ہی تو معاہدہ توڑوایا تھا۔ وہ سب انجام سے واقف تھے۔

اِس سے پہلے یہودی قبیلہ بنو نظیر کو جلاوطن کیا گیا تھا اور وہ اپنی سازشوں سے باز نہیں اے تھے، اِسی طرح اِس قبیلہ پہ کوئی بھروسہ نہیں کیا جاسکتا تھا، یہود کے تمام قبائل نے اسلام کے خلاف ہر ممکن سازش کی، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اِس سے پہلے دو قبائل کو صرف جلاوطن کیا تھا، اُنکے ساتھ عافیت کا معاملہ کیا گیا تھا، اِسکی بڑی وجہ اُن دونوں قبائل نے اپنا معاملہ رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا تھا، بنو قریظہ نے رسول اللہ ﷺ سے بغض کی وجہ سے اپنا معاملہ اپنے حریف قبیلہ کے سردار حضرت سعد سے کروانے کی بات کی تھی، اور پھر بنو قریظہ پر اُنکی ہی شریعت کے مطابق فیصلہ کیا گیا۔

5. خلاصہ بحث:

غزوۂ بنو قریظہ کے متعلق مختلف مغربی مستشرقین، خاص طور پر لیزلی ہیزلٹن جیسے مصنّفین کی طرف سے جو اعتراضات اٹھائے گئے ہیں، ان کا بغور تجزیہ کرنے کے بعد چند بنیادی نتائج تک پہنچا جاسکتا ہے جو درج ذیل نکات کی صورت میں پیش کیے جاتے ہیں

5.1 بنو قریظہ کا اقدام غداری اور معاہدہ شکنی تھا .

تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ بنو قریظہ نے مدینہ کے اس معاہدے کی صریح خلاف ورزی کی جس کے تحت مسلمانوں اور یہودی قبائل کے درمیان باہمی امن و تحفظ کی ضمانت تھی۔ جنگِ خندق کے دوران جب مدینہ کی سلامتی خطرے میں تھی، بنو قریظہ نے دشمن کے ساتھ اتحاد کر کے مدینہ کی پشت پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا، جو کھلی بغاوت تھی۔

5.2 سزا اسلام کے قانون نہیں بلکہ یہودی قانون کے مطابق دی گئی

غزوۂ بنو قریظہ کے قیدیوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا، وہ اسلامی شریعت کے بجائے یہودی شریعت تورات کے مطابق تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فیصلہ سعد بن معاذ کے حوالے کیا، جو بنو قریظہ کے قریبی اتحادی بھی رہے تھے، اور سعد نے تورات کے مطابق سزا سنائی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے انصاف کے اعلیٰ ترین اصولوں پر عمل کیا۔

5.3 فیصلے میں انتقامی یا جذباتی پہلو نہیں تھا

نبی اکرم ﷺ کی پوری سیرت گواہ ہے کہ آپ نے کبھی ذاتی دشمنی یا انتقام کی بنیاد پر کوئی فیصلہ نہیں دیا۔ بنو قریظہ کا معاملہ مدینہ کے اجتماعی امن و تحفظ سے متعلق تھا، اور آپ ﷺ نے فیصلہ خود نہیں سنایا بلکہ ثالث کے ذریعے قانون کے مطابق کروایا۔

---

[26] ابن هشام، أبو محمد عبد الملك .السيرة النبوية ، جلد2، ص240

5.4 خواتین اور بچوں کے ساتھ سلوک انسانی بنیادوں پر تھا

تحقیق سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ بنو قریظہ کی خواتین اور بچوں کو غلام بنانے کا عمل اُس زمانے کے بین الاقوامی جنگی ضابطوں کے مطابق تھا، اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی متعدد روایات موجود ہیں، جیسا کہ حضرت صفیہؓ اور دیگر خواتین کے واقعات سے واضح ہے۔

5.6 مستشرقین کے اعتراضات سیاق وسباق سے کٹے ہوئے ہیں

مستشرقین، بشمول ہیزلٹن، نے غزوۂ بنو قریظہ کو ایک "مظلوم قوم" پر "ظالمانہ کارروائی" کے طور پر پیش کیا، لیکن ان کے بیانات یا تو تاریخی سیاق و سباق سے کٹے ہوئے ہیں یا جان بوجھ کر سیاق کو بدلا گیا ہے۔ اصل تاریخی مصادر (سیرت ابن ہشام، طبری، صحیح بخاری) اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہ کارروائی ریاستِ مدینہ کے تحفظ کے لیے ناگزیر تھی۔

5.7 اسلام امن، معاہدے اور قانون کا دین ہے

یہ نتیجہ بھی سامنے آتا ہے کہ اسلام کا مزاج کسی بھی قوم یا مذہب سے نسلی یا مذہبی تعصب نہیں رکھتا، بلکہ قانون کی بالادستی، معاہدات کی پابندی اور عدل پر مبنی ہے۔ نبی ﷺ نے بھی اپنے طرزِ عمل سے یہی ثابت کیا۔

5.8 غزوۂ بنو قریظہ سے عصر حاضر کے لیے سبق

آج کے دور میں ریاستی بغاوت، دہشت گردی یا قومی امن کو درپیش خطرات کے مقابلے میں ریاست کا ردِّ عمل ہمیشہ قانونی اور متوازن ہونا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ کی سنت ہمیں سکھاتی ہے کہ دشمنی میں بھی عدل اور قانون کی راہ نہیں چھوڑی جاسکتی۔

حواشی و حوالاجات

[1] الواقدي، محمد بن عمر. كتاب المغازي. ج2 لاہور: مکتبہ رحمانیہ 2001، ص496

[2] Hazleton, Lesley. *The First Muslim: The Story of Muhammad.* New York: Riverhead Books, 2013. p. xiii

[3] Hazleton, Lesley. The First Muslim: The Story of Muhammad. New York: Riverhead Books, 2013. p. 15

[4] Hazleton, Lesley. The First Muslim: The Story of Muhammad. New York: Riverhead Books, 2013

[5] مبارکپوری، صفی الرحمن. الرحیق المختوم. ترجمہ: محمد اسلم شیخوپوری. لاہور: دار السلام، 2010، ص324

[6] ابن ھشام، أبو محمد عبد الملک. السیرۃ النبویۃ جلد 1، ص502–504

[7] الواقدي، محمد بن عمر. كتاب المغازي. لاہور: مکتبہ رحمانیہ 2001، ج1، ص18

[8] الاحزاب ١٠

[9] بخاری، محمد بن اسماعیل۔ الجامع الصحیح۔ انڈیا، مرکزی جمیعت اہل حدیث ہند، حدیث نمبر 4119

[10]ابن هشام، أبو محمد عبد الملك. السيرة النبوية، جلد2، ص227-229

[11]Hazleton, Lesley, The First Muslim, P 231

[12] Hazleton, Lesley, The First Muslim, P 232

"[13]Ibid

6[14] Hazleton, Lesley, The First Muslim, P 23

"[15]Ibid

[16]ابن هشام، أبو محمد عبد الملك. السيرة النبوية، جلد2، ص220

[17]سورة البقرة2:285

[18]مودودی، سید ابوالاعلیٰ. تفہیم القرآن. لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1972.

[19]بن هشام، أبو محمد عبد الملك. السيرة النبوية ﷺ، ج2 صفحہ 112

[20]بن هشام، أبو محمد عبد الملك. السيرة النبوية ﷺ، ج2 صفحہ 114

[21]ایضا"

[22]ابن هشام، أبو محمد عبد الملك. السيرة النبوية ﷺ، ج3 صفحہ 134

[23]بن هشام، أبو محمد عبد الملك. السيرة النبوية ﷺ، ج3 صفحہ 140

[24]ایضا"

[25]Holy Bible, New International Version (Deuteronomy 20:10–14). Grand Rapids: Biblica, 2011.

[26]ابن هشام، أبو محمد عبد الملك. السيرة النبوية، جلد2، ص240